بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ
أمّا بعدُ

جب برصغیر کے احناف اور اہلحدیث ایک جماعت تھے

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے، انگریز کے برصغیر میں قدم دھرنے سے پہلے، 'اهل الجماعۃ' اپنے اکابر علماء کی سرکردگی میں یوں تھے کہ:

احناف اور اہلحدیث ایک جماعت تھے..

احناف (اپنے ان تمام افکار و نظریات کے ساتھ جو بعد ازاں 'دیوبند' کے نام سے معروف ہوئے)...

اور اہلحدیث (اپنے اس تمام تر ترکِ تقلید والے تھیس thesis کے علی الرغم)...

ایک جماعت ہر معنیٰ میں۔ فرق تھا تو علمی رَوشوں کا۔ ان مختلف علمی رَوشوں کے باوجود (جس کی پوری گنجائش ہے) وہ مکمل طور پر ایک تھے۔ کسی فوٹو سیشن کے لیے نہیں؛ بلکہ فی الحقیقت ایک تھے۔

احناف اور اہلحدیث ایک جماعت۔ ایک امیر۔ مل کر جہاد۔ مل کر تعمیر امت۔ مل کر امت کے دشمنوں سے نبرد آزما۔ نہ الگ الگ نمازیں۔ نہ آپس میں اونچی فصیلیں۔ نہ علیحدہ علیحدہ مسجدیں۔ اور نہ جدا جدا ملتیں۔ سب کے ایک ہی امیر: سید احمد بریلویؒ۔ اُس 'ایک' ہی 'جماعت' میں کوئی اہلحدیث ہے تو فتاوی اور فقہی راہنمائی کے لیے شاہ اسماعیل دہلویؒ۔[1] اُس 'ایک' ہی 'جماعت' میں کوئی حنفی ہے

---

[1] اِس واقعہ سے ان لوگوں کی بات غلط اور گمراہ کن ٹھہرتی ہے جن کا کہنا ہے کہ 'اہلحدیث' یہاں (برصغیر میں) انگریز کے آنے کے بعد نمودار ہونے والا ایک گروہ ہے۔ بلکہ بعض ظالم یہ کہتے ہیں کہ

تو فتاوی و فقہی راہنمائی کے لیے مولانا عبد الحیّ بڈھانویؒ۔ نہ لڑائی نہ بھڑائی۔ نہ طعنے۔ نہ 'نماز نہ ہونے' کے فتوے۔ سانجھے غم۔ مشترکہ اہداف۔ باہم شیر و شکر۔ **(بنعمتہٖ إخواناً)**۔

دراصل یہ وہ اسلامی باقیات تھیں جو ہمارے اِن مسلم معاشروں میں صدیوں سے چلی آئی تھیں۔ الگ الگ 'ملتوں' کا نقشہ پیش کرنا ابھی باعمل مسلمانوں نے سیکھا ہی نہ تھا۔ مسلمان بے عمل ضرور ہو گا۔ لیکن جب باعمل ہوتا تو وہ ایک ہی جماعت ہوتا۔ باعمل مسلمان اور آپس میں 'فی سبیل اللہ فساد'؛ یہ منظر یہاں اِس سطح پر ابھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا! دین داروں کے یوں باہم دست و گریبان ہونے کو کم از کم دین سے انحراف ضرور سمجھا جاتا تھا۔ اِس کو 'خدمتِ دین' کم از کم باور نہ کیا جاتا تھا؛ اور اس پر 'اجر و ثواب' کی امید رکھنے کا برتہ بہر حال پیدا نہ ہوا تھا۔

ہاں انگریز کے ڈیڑھ سو سال یہاں گزار لینے کے بعد البتہ نقشہ اور تھا، جو کہ آج ہمارے سامنے ہے: احناف و اہلحدیث کی لڑائی؛ باعثِ ثوابِ دارین!

یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے جو اَب سو سال سے ہمارے تحریکی و جہادی عمل کا راستہ روک کر کھڑی ہے۔

اس کے باوجود اللہ کا شکر ہے بہت سی برف پگھلی ہے۔ ہمارے پڑھے لکھے نوجوانوں کی بڑی تعداد اب یہ خول توڑ چکی ہے۔ برصغیر سے باہر کی علمی قیادتوں کا تحریری و تقریری سرمایہ کسی نہ کسی صورت ان تک پہنچ رہا ہے؛ جس کے لیے انگریزی زبان بھی اب اچھا خاصا ذریعہ بن گئی ہے، جس سے ہمارے نوجوانوں کو عالم اسلام کی کچھ اعلیٰ سطح کی علمی و تحریکی شخصیات سے براہ راست یا بالواسطہ مستفید ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ اِس سے؛ کم از کم اِن

'اہلحدیث' یہاں پر انگریز کا تحفہ ہے! سید احمد بریلوی کی جماعت کا ایک بڑا حصہ اہلحدیث پر مشتمل ہونا، جو کہ ماقبل انگریز ہند کی تصویر دکھاتا ہے، اس دعوے کو جھٹلانے کے لیے بہت کافی دلیل ہے۔

کو اندازہ ہو رہا ہے کہ برصغیر کی 'دیوبندی۔ اہلحدیث' لڑائی دین کی کوئی خدمت نہیں؛ بلکہ احیائے دین کے راستے کی ایک بڑی رکاوٹ ہے؛ (یا شاید اصل رُکاوٹ ہے)؛ جو یہاں تقریباً ہر دیندار نوجوان کی عمر کے کچھ ابتدائی سال اکارت کروانے کا باعث بنتی ہے؛[2] جس کے بعد وہ جیسے جیسے عالمی احوال سے واقف ہوتا، اور امت کی سطح کی تحریکی و دعوتی شخصیات کے علمی ڈسکورس سے آگاہ ہوتا ہے، ویسے ویسے وہ اپنے اس مقامی مائنڈ سیٹ mindset سے نجات پاتا چلا جاتا ہے جس کی رُو سے انسانی دنیا کو 'حنفی اور اہلحدیث' کے مابین تقسیم کر کے دیکھا جاتا ہے!

غرض کچھ وقت لگا کر ہی سہی، کچھ طویل چکر کاٹ کر ہی سہی؛ عالم عرب کے مسلم داعیوں سے ذہنی وابستگی قائم کر لینے کے بعد ہی سہی، 'مسالک کی لڑائی' سے اس نوجوان کی بہر حال جان چھوٹتی جا رہی ہے؛ اور یہ اسی بقدر امت کے لیے ایک کار آمد سرمایہ بنتا جا رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ اِس نوجوان سرمائے کو لے کر آج اگر کسی صالح اسلامی ایجنڈا کے ساتھ یہاں کے سماجی میدانوں میں اترا جائے تو لبرلوں کے غول کبھی ان شاءاللہ اس کے مقابلے پر نہ ٹھہر سکیں۔ دھیرے دھیرے سہی، شعور بیدار ہو رہا ہے۔ گروہی لڑائیوں سے یہ نوجوان دور ہوتا جا رہا ہے۔ امت کو مزید لڑوانے پر اب یہ نوجوان یقین نہیں رکھتا؛ بلکہ اب یہ امت کو

---

[2] کاش ہمیں اندازہ ہو جائے، اگر ہمارا یہ 'اہل سنت' کسی فوٹو سیشن کے لیے نہیں بلکہ حقیقتاً ایک ہو جائے... تو برصغیر کی سب سے بڑی قوت ہمیشہ کی طرح آج بھی 'مسلمان' ہے نہ کہ ہندو۔ ہندو کی یہ معمولی سی عددی برتری مسلمان کے مقابلے پر کچھ بھی نہیں۔ برصغیر کے سب دریا اور ندی نالے ان شاءاللہ آج بھی مسلمان کی دیے ہوئے رخ پر بہنے کے لیے تیار ہیں اگر یہاں کا 'اہل سنت' 'اہل الجماعۃ' کے طور پر اپنا ظہور کر سکے۔ (**يد الله على الجماعة**)۔ کاش ہم اپنے ان وہمی معرکوں سے نکل آئیں جن میں ہم ایک دوسرے کو فتح کرنے کی فکر میں ہوتے ہیں؛ اور جن کے باعث ہم کافر کے لیے تر نوالہ بنتے ہیں۔ **يا ليتَ قومي يعلمون!**

جوڑنا چاہتا ہے؛ اور اس کے لیے کچھ مستند نسخوں کا متلاشی ہے۔ یہ اب اُن بڑی بڑی دراڑوں کو پاٹنا چاہتا ہے، جن کی بابت برصغیر کی سطح پر کم از کم یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ انگریز دور کا تحفہ ہے؛ جسے مسترد کرنے کے لیے داعیہ ٔعمل روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔

وہ پوائنٹ جو دورِ انگریز میں ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور جو کہ اہلحدیث شاہ اسماعیل دہلوی اور حنفی مولانا عبد الحی بڈھانوی کو 'ایک جماعت' بناتا تھا، آج اِن نوجوانوں کو 'ایک جماعت' بنانے کے لیے پھر سے بے چین ہے۔ یہ ایک تاریخی پیش رفت ہو گی؛ جو شاید برصغیر کی تاریخ بدل کر رکھ دے۔ زیادہ دیر نہیں کہ ــــ ان شاء اللہ وبفضلہٖ تعالی ــــ برصغیر کے اہل سنت کی یہ 'الجماعۃ' واپس اسی نقطے پر جانے والی ہے جہاں کوئی اہلحدیث شاہ اسماعیل اور کوئی حنفی عبد الحی پھر سے اُسی طرح شیر و شکر؛ ایک ہی جماعت کی صورت پیش کر رہے ہوں گے؛ اور کوئی سید احمد مسلکوں کے فرق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان سب کو ایک قافلہ بنا کر چلا رہے ہوں گے۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز**۔ ان شاء اللہ یہ ہو کر رہنا ہے۔ اس کے بغیر برصغیر کا مسلمان کبھی سر نہ اٹھا سکے گا اور ذلت کی یہ شب دیجور دراز ہوتی جائے گی۔ ایسے اندھیرے میں صرف ہماری 'مناظرے' کی انڈسٹری ہی ترقی کر سکتی ہے؛ مگر ہمارے نوجوان کے جاگ اٹھنے کے باعث، اس شبِ تار کی سطوت زوال پزیر ہے۔

ہمیں معلوم ہے، بہت سی چندھیائی ہوئی آنکھیں اِس صبح کی تاب لانے کی نہیں۔ یہ اُنہی اندھیروں سے مانوس ہیں جن میں انگریز اور ہندو کی قیامت خیز برتری پر اِک نگاہِ غلط انداز ڈالتے ہوئے؛ پوری یکسوئی و دلجمعی کے ساتھ یہاں ایک مسلک دوسرے مسلک کو فتح کرتا ہے! یہ سب وابستگانِ شب اپنی اپنی 'تحقیق' یا 'تقلید' کے ساتھ اِس صبح کا راستہ روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں اور ہم ایسوں کو 'اکابرِ برصغیر کی محنت پر پانی پھیرنے' کے طعنے دیں گے؛ اور لوگوں کے اندر ایک مسلکی حمیت کو ابھار کر ہم ایسی

آوازوں کے خلاف جذبات برانگیختہ کرائیں گے۔ یہ سب ہمارے لیے غیر متوقع نہیں۔ ہم یہ گالیاں پچھلے تین عشرے سے کھا رہے ہیں۔ ان تین عشروں میں ہم نے دیکھا، امت کا نوجوان غیر معمولی تعداد میں 'حنفی۔اہلحدیث جنگ' سے باہر آکر اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے لگا ہے؛ اور اُن چھوٹے چھوٹے دائروں سے اوپر اٹھ کر 'امت' کی سطح پر سوچنے لگا ہے۔ گروہی مصنوعات اب اُس کامیابی کے ساتھ فروخت نہیں ہو رہیں جس زور و شور کے ساتھ وہ آج سے تین چار عشرے پیشتر نکل رہی تھیں۔ یقین نہ آئے تو یہاں کی مناظرانہ سرگرمیوں پر ایک سرسری نظر ڈال لیجئے؛ آپ کو اندازہ ہو جائے گا اِس بازار کی رونقیں کس تیزی کے ساتھ ماند پڑی ہیں۔ خصوصاً یہ کہ ہمارا اعلیٰ تعلیم یافتہ دیندار نوجوان اِس مجمع میں اب آپ کو کہاں نظر آتا ہے؛ تقریباً کہیں نہیں۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ یہاں تک کہ بہت سوں کو آج مجبوراً وہ گروہی لہجے دھیمے کرنے پڑ رہے ہیں؛ کیونکہ ان گروہی لہجوں کے ساتھ اب اِن حضرات کی پزیرائی معاشرے میں ممکن دکھائی نہیں دیتی۔ یہاں کے بہت سے فورَم جو دو یا تین عشرے پیشتر نہایت جوش و خروش کے ساتھ مسالکِ دیگر کا بطلان کیا کرتے تھے، آج پبلک میں ان مسئلوں پر مٹی ڈالتے نظر آتے ہیں۔ یہ اتنا عظیم واقعہ یوں ہی نہیں ہو گیا!!! اب تو ضرورت صرف اتنی ہے کہ کچھ مقامی علماء باقاعدہ اِس عمل کی سرپرستی کرنے کو میدان میں اتریں؛ اور اُس 'سید بادشاہ کے قافلے' کی تشکیلِ نو کی جانب بڑھیں؛ جہاں اہل سنت کا تمام شیرازہ ایک چھتری تلے جمع ہو۔ اِس کے لیے فضا سازگار کرنے کے لیے؛ کچھ اصحابِ علم و فضل کو بہرحال آگے آنا ہو گا۔ اِس عظیم متوقع پیشرفت کو شاید اب اِسی کا انتظار ہے۔ یہ واقعہ آج ہو جائے یا کل، پھر دیکھئے پچھلے ڈیڑھ سو سال کا وہ طرزِ کہن کس طرح چھٹتا ہے۔ شاید چند عشروں کی محنت سے ہی یہ معاملہ ڈیڑھ سو سال پہلے کی ڈگر پر لوٹ جائے۔

یہ امید افزا صورتحال ہمیں باور کراتی ہے کہ برصغیر کی 'الجماعۃ' اپنے اُسی 'ماقبل انگریز'

پوائنٹ پر واپس جانے... اور وہاں سے اپنا رُکا ہوا سفر آگے بڑھانے... کا اچھا خاصا پوٹینشل پیدا کر چکی ہے۔ اِس پوٹینشل کو قابل عمل و نتیجہ خیز بنانا البتہ یہاں کے مصلحین پر ہے کہ خود یہ اِس معاملہ میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔ 'قیادتیں' قوموں کی کسی حقیقی ضرورت کا نام ہے، حضرات! یہ کوئی ایسی غیر ضروری چیز ہوتی تو ضرور قومیں اس کے بغیر بھی گزارہ کر لیا کرتیں!

آیئے سب مل کر اس کے لیے سرگرم ہوں۔ اتحادِ امت کے لیے مسلک چھڑوانے کی اپروچ ہمارے نزدیک غیر ضروری ہے۔ بلکہ نادرست ہے۔[3] ہاں مسلک کو 'جماعت' کی بنیاد بننے سے روکنا ہوگا۔ یہاں 'فقہ الجماعۃ' کا احیاء ضروری ہے؛ جس میں فقہی مسالک کا

---

[3] ہم کئی ایک مقامات پر اس جانب اشارہ کر چکے ہیں کہ برصغیر کی 'مسلکی اپروچ' یہاں جس قدر نقصان دہ ثابت ہوئی، اس کی جگہ پر جو ایک 'غیر مسلکی اپروچ' سامنے لائی گئی ہے، وہ اُس سے کہیں بڑھ کر نقصان دہ ثابت ہوگی اور تھوڑا آگے چل کر طرح طرح کی انارکی لانے کا موجب بنے گی۔ اس کے لیے حل نہ 'مسلکی' جماعتیں ہیں اور نہ 'غیر مسلکی'۔ اِس کا حل 'اھل الجماعۃ' کا وہی قدیمی نسخہ ہے جو فقہی مسالک کو ایک بڑے اکٹھ میں شانہ بشانہ چلاتا ہے۔ اِس لحاظ سے؛ فقہی مسالک کی بابت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پایا جانے والا طرزِ عمل ہمیں بعد ازاں سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پائے جانے والے طرزِ عمل کی نسبت کہیں زیادہ صحیح اور مستند نظر آتا ہے؛ جہاں دونوں فقہی مذاہب کو 'ری کونسائل' reconcile کروانے کی بجائے باقاعدہ ایک اعتبار دیا اور برقرار رکھا جاتا ہے۔ دونوں فقہی مسالک کو کسی 'مشترکہ' پوائنٹ پر لانے کی ایک عبث کوشش کی بجائے، یا فتویٰ کو کسی 'مرکزی قیادت' کے ہاتھ میں دینے کی بجائے، ہر مسلک کے اپنے اپنے علمی مراجع کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ نہ صرف رہنے دیا جائے؛ بلکہ ہر مسلک کے اپنے اپنے فقہی مراجع کو جماعت کے پلیٹ فارم سے باقاعدہ جاری کروایا اور مرجع ٹھہرایا جائے۔ جماعتی قیادت اگر اجتہاد کے مرتبے پر ہے تو وہ صرف جماعتی پالیسیوں کے معاملہ میں ہی لوگوں کو اپنے اجتہاد پر چلائے؛ باقی معاملات میں ان کو اپنے اپنے فقہی مصادر سے رجوع کرنے کی راہ دکھائے۔ یہ چیز کہیں زیادہ دیرپا ہے اور ہمارے پیچھے سے چلے آنے روایتی تاریخی عمل کا کہیں بڑھ کر آئینہ دار۔

باقاعدہ تحفظ بھی ہے البتہ 'الجماعۃ' کی حقیقی بنیادوں کی اقامت بھی۔ یقین کیجئے، احناف و اہلحدیث کے چند علماء (وقت کے اسماعیل و عبدالحی) اگر 'اِحیائے جماعت' کا یہ علم اٹھا کر آج کھڑے ہو جائیں... تو دیگر بہت سے عوامل ان کی پشت پر پہلے سے پائے جانے کے باعث، یہاں بہت جلد 'جمعِ کلمہ' کی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں۔ ہاں اس کے لیے طرفین کے جیالوں سے کچھ تند و ترش سننا ضرور ہو گا؛ یہ قیمت دیے بغیر تحریکی و اصلاحی عمل میں کبھی کچھ ہاتھ نہیں آتا! مستقبل کی نسلوں سے ــــ نسلوں تک ــــ دعائیں لینے کے لیے معاصرین کی کچھ جلی کٹی سننا بہر حال ضروری ہو گا؛ اِس خدائی سنت کو طرح دینا شاید کسی کے لیے ممکن نہ ہو گا۔

*****

بعض اشیاء کو ان کے اصل سیاق میں رکھنا ضروری ہے۔ فرضی اور جدلیاتی باتوں میں پڑنا حقیقت سے صرفِ نظر کرانے کا باعث بنے گا۔ برصغیر کی آنکھ نے اہلحدیث اور دیوبندی کے مابین آج تک جو مناظرے دیکھے وہ آمین بالجہر، رفع الیدین اور فاتحہ خلف الامام ایسے مسائل پر ہی ہوتے رہے ہیں۔ شاید ہی کبھی ہوا ہو کہ طرفین میں مناظرے 'صفاتِ خداوندی' یا 'تجسیم و تشبیہ' یا 'حلول و اتحاد' ایسے مسائل پر منعقد ہوئے ہوں! ('حلول و اتحاد' ایسے مسائل پر مناظرے ہوتے بھی کس طرح جب دونوں جانب کے اہل علم کی ایک بڑی تعداد ابن عربی کو 'محی الدین شیخ اکبر' مانتی آئی ہے!)۔ دونوں طرف کے عوام کو پوچھ کر دیکھ لیجئے، بہت کم ہوں گے جو اِن اختلافات کو جانتے تک ہوں۔ دانشمندی اور خداخوفی کا تقاضا یہ ہو گا کہ صفاتِ خداوندی وغیرہ ایسے اِن مسائل میں 'فلاں یہ کہتا ہے اور فلاں یہ کہتا ہے' کی تعیین کیے بغیر لوگوں کو حق کی تعلیم دی جائے۔ بصورتِ دیگر، لوگ ایک ایسی چیز پر جسے وہ جانتے تک نہ تھے اور جو انہوں نے سن تک نہ رکھی تھی، محض اپنے بڑوں کا نام سن کر پختہ ہونے لگیں گے؛ اور تب ان کو اس سے ہٹانا کہیں زیادہ مشکل ہو گا۔

یہ دراصل لوگوں کو ایک غلطی پر پختہ کرنا ہوگا نہ کہ اس غلطی کا ازالہ کرنا؛ اگر واقعی مقصد لوگوں کو حق سکھانا اور حق پر پختہ کرنا ہو۔

اِدھر کیا ہوا ہے؟ 'مسلکی' پیراڈائم کو چھوڑ چھوڑ کر جانے والے اِس ہوشمند نوجوان سے اب کیونکہ یہ بہت زیادہ سننے کو ملتا ہے کہ 'فروع' پر دنگا اٹھانا ایک نہایت غیر علمی رویہ ہے... یکلخت کچھ لوگوں کو یاد آیا کہ یہاں تو کچھ 'عقیدے کے مسئلے' بھی پڑے ہیں؛ لہٰذا ہم تو اِس وجہ سے ان کے خلاف نماز چھڑواتے اور ان کے خلاف محاذ اٹھاتے ہیں! حق یہ ہے کہ ان حضرات کی ڈیڑھ سو سالہ مناظرانہ سرگرمی آپ اپنی کہانی بتاتی ہے کہ وہ کونسے مسائل ہیں جو 'اِن' کے اور 'اُن' کے مابین لڑائی بھڑائی کا عنوان چلے آئے ہیں۔ 'رفع یدین و آمین سے زیادہ بنیادی نوعیت کے' مسائل اگر کہیں تھے تو وہ اِن عوامی مناظروں کے روحِ رواں کیوں نہیں رہے؟!

ایک بات اظہر من الشمس ہے: لڑنے کے لیے درکار 'وجوہات' کے طور پر یہ مسائل ایک ایک کر کے اب یاد آرہے ہیں! ایک صدی رفع الیدین اور آمین کے مسئلوں نے نکال دی؛ ایک مزید صدی اب اِن مسئلوں میں سہی؛ پھر کچھ اور مسئلے نکل آئیں گے؛ اور کام چلتا رہے گا!

اصلاحِ عقیدہ مطلوب ہے تو اس کا یہ طریقہ بہرحال نہیں۔

اس سے پہلے ہم شیخ سفر الحوالی کے رسالہ 'اصول تعاملِ اہل قبلہ' میں یہ بات دیکھ آئے ہیں کہ لوگوں میں اصل یہ ہے کہ وہ سنت پر ہیں **(كُلُّ مَولُودٍ يُولَدُ عَلَى فطرةِ الإسلام)** تا آنکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کسی بدعتی عقیدے نے واقعتاً کسی شخص کے نظریات خراب کر دیے ہیں؛ تب تلک وہ اہل سنت ہے۔ پس جہاں ایک بدعتی عقیدہ لوگوں کو ــــ الا ماشاء اللہ ــــ معلوم ہی نہیں، وہاں ان کو بدعت پر جاننے کا کیا سوال؟ ایسی کسی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی، منافرت اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں چھوڑنا، چہ مطلب؟؟؟ یہاں

’تعلیمِ عقیدہ‘ مطلوب ہے تو اس کا تو یہ طریقہ نہیں۔ ہاں لڑنے کے لیے کچھ اضافی وجوہات درکار ہیں تو وہ بہرحال آپ کو میسر آتی رہیں گی۔ ایک ختم کر دی جائے گی تو دوسری آ کھڑی ہو گی؛ اور یہ سلسلہ جتنی دیر تک آپ جاری رکھنا چاہیں، رہ سکتا ہے!!!

جہاں تک (لڑنے کے لیے درکار) ان ’اضافی‘ وجوہات کا تعلق ہے تو اس پر بھی ہم کچھ نہ کچھ لکھتے آئے ہیں اور ان شاء اللہ مزید بھی لکھیں گے: ضروری نہیں عقیدہ کا ہر مسئلہ لڑائی بھڑائی کا مستوجب ہو۔ ’عذر بالجہل‘ (لاعلمی کی بنیاد پر کسی کو عذر دینا) عقیدہ کے مسئلہ میں بھی چلتا ہے۔ علمی الجھنوں میں جا پڑنے کی گنجائش عقیدہ کے مسئلوں کے اندر بھی مانی گئی ہے۔ مسلمانوں کی وحدت (الجماعۃ) عقیدہ کے بہت سے اختلافات کے علی الرغم مطلوب رہتی ہے؛ اور باطل کے مقابلہ پر اہل سنت کا مشترکہ محاذ اِن سب امور کے باوجود برقرار رہتا ہے۔ امت میں شیرازہ بندی کے لہجے ایسے مسئلوں کے باوجود اپنی ضرورت اور وُقعت نہیں کھوتے۔ لہٰذا ’عقیدہ‘ کے بعض اختلافات کا حوالہ دے لینا بھی اِس ’دیوبندی۔ اہلحدیث‘ جنگ کو طول دینے کے لیے کوئی علمی بنیاد نہیں۔ اصولِ اہل سنت کی رُو سے، ’عقیدہ‘ کے یہ اختلافات بھی اندریں حالات اس چیز کی بنیاد نہیں بن سکتے کہ کوئی ’دیوبندی۔ اہلحدیث‘ نزاع اٹھایا جائے۔ ان کے مابین یگانگت اور شیرازہ بندی پھر بھی مطلوب رہے گی۔ اِس مسئلہ کے ردّ پر (عقیدہ کے بعض مسائل کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کے اِن دو مخلص گروہوں کے مابین مخاصمت و منافرت اٹھانے کے ردّ پر) ان شاء اللہ ہم وقتاً فوقتاً اصولِ اہل سنت سے مواد پیش کرتے رہیں گے۔ یہاں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو اِس وحدت اور احیائے جماعت میں شرعاً مانع ہو۔ آئیے جماعت کے اِس اِحیاء کی جانب عملاً قدم بڑھائیں؛ اور اس ذلت اور ادبار سے امت کو رہائی دلانے کی فکر کریں۔ کافر اور اس کے ایجنڈا کے خلاف یہاں جس درجہ کی قوت درکار ہے وہ برصغیر کی سطح پر ’الجماعۃ‘ کے اِس اِحیاء کے بغیر ممکن نہیں۔